تجاویز بابت: وحدت امت - اصول و آداب

وحدت امت وقت کی ایک اہم ترین ضرورت اور دین حق کا اہم ترین مطلوب ہے اس وحدت کو نقصان پہنچانے والے اختلافات اس وقت کا بڑا مفسدہ ہے، جس سے امت مسلمہ بدحال ہے، اختلاف کی وہ تمام صورتیں جو فطری اور محمود ہیں وہ ہرگز نقصان رساں نہیں، لیکن وہ بھی اگر شرعی حدود کی رعایت کے ساتھ نہ ہوں تو وہ بھی امت کے لئے زہر ہیں۔

جو اختلافات مذموم ہیں وہ کتنے ہی اچھے جذبہ سے ہوں وہ بہر حال غیر شرعی ہیں۔

فقہی مسائل کے اختلافات میں جہاں اختلاف صرف افضل وغیر افضل اور راجح ومرجوح کا ہے ان میں اپنی رائے کو سراسر حق اور دوسری رائے کو سراسر باطل قرار دینا ہرگز درست نہیں ہے۔

جن مسائل میں اختلافات کی نوعیت حلال وحرام وجائز وناجائز کی ہے وہ بھی چونکہ مجتہد فیہ مسائل ہیں اس لئے ان میں بھی دوسرے کے مسلک کی تغلیط اور اس کو مکمل باطل قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

اس لئے اس طرح کے تمام مسائل کو عوامی نہ بنایا جائے انفرادی طور پر اپنا مسلک اور اس کے دلائل بیان کرنے میں مضائقہ نہیں، بلکہ بعض مواقع وضرورت پر بہتر ہیں، لیکن دوسرے مسلک والوں میں ایسے مسائل پر گفتگو ہو تو انصاف و دیانت کے ساتھ ہر موقف کے دلائل بیان کئے جائیں۔ شخصیات کا احترام اور انداز کلام میں شرافت ومتانت ملحوظ رکھی جائے۔

۲۔ جن مسائل میں اختلاف کی نوعیت عقیدہ کی ہے ان میں اپنے عقیدہ کا اثبات، دلائل کی توضیح درست ہے لیکن دوسرے کو اشتعال دلانے والی طرز گفتگو سے اجتناب ضروری ہے، تبادلہ خیال میں اپنے مسلک کے مستدلات کو بھی پیش نظر رکھا جائے۔ اور تفصیلاً بیان کیا جائے۔ مگر دوسرے کی توہین تنقیص اور تشنیع سے پرہیز کیا جائے، دوسرے کی طرف سے اگر نامناسب طرز کلام پایا جائے تو بھی اپنی طرف سے سنجیدگی وحدود کی رعایت برقرار رکھی جائے۔

۳۔ جس فکر یا عقیدہ کو کوئی شخص گمراہی سمجھتا ہو لیکن ان کی بنیاد پر تکفیر کا قائل نہ ہو، ایسے فکر یا عقیدہ پر تنقید، اور جس فکر یا عقیدہ کو موجب کفر سمجھتا ہو اور اس کی بنیاد پر اس کے حاملین کو کافر قرار دیتا ہو اس پر تنقید، دونوں میں شرعی لحاظ سے فرق ہے۔

ایک موجب کفر ہے اور دوسرا موجب فسق وضلالت، لہذا دونوں پر تنقید کے شرعی آداب وحدود میں بھی فرق ہوگا۔

موجب کفر فکر وعقیدہ پر تنقید کے جو آداب ہیں وہ درج ذیل ہیں:

الف: حتی الامکان ان کو کافر کہنے سے گریز کیا جائے اور احتیاط سے کام لیا جائے۔

ب: دینی سماجی اور سیاسی مصالح وضروریات کی بنا پر ان کے ساتھ تعاون جائز ہوگا۔

ج: مقصد صرف احقاق حق اور ابطال باطل ہو نفسانی اغراض اُس میں شامل نہ ہوں۔

د: فریق مخالف کی حمیت وتعصب کو بھڑکانے کی کوشش نہ کی جائے۔

غیر موجب کفر فکر وعقیدہ کے حدود وآداب مندرجہ ذیل ہیں:

الف: اعتدال و رواداری کا اظہار ہو۔

ب: لہجہ میں خیر خواہی، نرمی ہو اور انداز ناصحانہ ہو، گفتگو تلخ وترش نہ ہو۔

ج: کسی کی نیت پر حملہ نہ ہو۔

۴۔ اس وقت شیعہ سنی اختلافات تنازعات بھیانک شکل اختیار کر چکے ہیں اور ان کی بنیاد پر امت مسلمہ بدترین جنگ اور خونریزی میں مبتلا ہیں اور دشمنان اسلام نے منصوبہ بندی کر کے ہمارے ان اختلافات کو بھڑکا کر عالم اسلام میں تباہی مچا رکھی ہے۔ ایک فرقہ کے لوگ بے تحاشا دوسرے فرقے کے لوگوں کو قتل کر رہے ہیں، اور اس کو کار ثواب سمجھنے لگے ہیں۔ اسلام اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ اور اس کو فساد فی الارض سے تعبیر کرتا ہے۔

اس لئے اس وقت عالم اسلام کے مختلف ملکوں میں شیعہ سنی آویزش جو شکل اختیار کر چکی ہے اس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں اور اس خونریزی کو روکنے کے لئے مصالحتی کوششیں اور مذاکرات ہی واحد حل ہیں۔

۵۔ دنیا کے جس کسی حصہ میں سنی اور شیعہ مشترک آبادیاں ہیں وہ پُرامن بقائے باہم کے ساتھ مشترکہ اقدار کی بنیاد پر زندگی گذاریں ایک دوسرے کی مقدس مذہبی شخصیت پر سب وشتم سے گریز کریں۔

باہمی منافرت اور جنگ وجدال کو روکنے کے لئے دونوں فرقوں کے علماء ومذہبی پیشواؤں کا اور اہل صلاح کا کلیدی کردار ہے۔ ممکنہ اسباب کے ذریعہ مصالحتی کوششیں اور مذاکرات بروئے کار لانے کی ان حضرات کی شرعی واخلاقی ذمہ داری ہے۔